OPEN ACCESS
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839
Al-Āfāq Islamic Research Journal
http://alaafaqjournal.com/index.php/alaafaq/index
Vol. 03, Issue: 01, June-2023, PP: 171-180

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دشنام طرازی کی ممانعت اور اس کے دینی مضرات

The Prohibition of Swearing and Its Religious Harms in the Light of Islamic Teachings

Dr. Khubaib Ur Rehman
Lecturer, Department of Islamic Studies
Govt Allama Iqbal Graduate College, Paris Road Sialkot, Pakistan.
khubaibrehman223@gmail.com
Dr. Abdul Rahman
Associate Lecturer, Department of Islamic Studies
University of Gujrat, Gujrat, Pakistan.
onlyimran2010@gmail.com

Abstract:
The title of this article is "The Prohibition of Swearing and Its Religious Harms in the Light of Islamic Teachings". This topic is related to our social life and morality and character. The religion of Islam is a complete code of life and guides us perfectly in every matter. It especially describes all matters related to our moral attitudes. And then there is the selection of such a prophet who held the highest position of great humanity. One of the main purposes of his mission was to fulfil this purpose. He fulfilled this purpose in a beautiful way that Allah Almighty Himself testified to this in His words. The most prominent value among moral values is the protection tongue n of the, for the protection of which the good news of Paradise has been given, while in comparison with it, swearing has been strongly condemned. In this article, the meaning and meaning of swearing as well as its prohibition are explained in the light of Islamic teachings. How much does swearing harm a person's religion, for example, The important thing is the displeasure of Allah and His Messenger, the loss of the good deeds done with hard work in the world on the Day of Judgment, the sign of wickedness and hypocrisy, the sign of ignorance, the deprivation of the help of angels, the return of the curse upon the one who curses, and the birth of social corruption along with it, etc. All these things have been explained in this article.
Keywords: *Morality, Character, Humanity, Paradise, Sign of Ignorance.*

ہماری معاشرتی زندگی اور اخلاق و کردار بالخصوص ہمارے اخلاقی رویوں سے متعلقہ جملہ امور کو اسلام کھول کر بیان کرتا ہے۔ اخلاقی اقدار میں نمایاں ترین قدر وہ زبان کی حفاظت ہے کہ جس کی حفاظت کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے، جبکہ اس کے مقابلہ میں دشنام طرازی کی بھرپور مذمت بیان کی گئی ہے۔ مقالہ ھذا میں دشنام طرازی کے معنی مفہوم کے ساتھ ساتھ اس کی ممانعت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ دشنام طرازی انسان کے دین کو کس قدر نقصان پہنچاتی ہے مثلاً سب سے اہم بات اللہ اور اس کے رسول کی ناراضی، دنیا میں محنت کے ساتھ کی ہوئی نیکیوں کا قیامت کے دن ضیاع، فسق اور نفاق کی علامت، جاھلیت کی علامت، فرشتوں کی نصرت سے محرومی، دشنام طرازی کرنے والے پر واپس اس بات کا لوٹ کر آنا اور اس کے ساتھ ساتھ معاشرتی بگاڑ کا جنم لینا وغیرہ وغیرہ ان تمام باتوں کو مقالہ ھذا میں واضح کیا گیا ہے۔

موضوع کی ضرورت واہمیت:

دین اسلام ہر زمانے اور انسانی زندگی کی نا صرف کامل رہنمائی کرتا ہے بلکہ شریفانہ زندگی گزارنے کے اصول بھی بتاتا ہے نبی اکرم ﷺ کی بعشت کے مقاصد میں سے اہم مقصد انسانیت کا تزکیہ نفس بھی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے

"لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ" [1]

"بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

تزکیہ نفس کے اس عظیم مقصد کو آپ ﷺ نے اپنے مکارم اخلاق سے عملی طور مکمل فرمایا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

" إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ " [2]

"میں تو اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اعلیٰ اخلاق کو مکمل کر دوں"

اعلیٰ اخلاق میں سب سے عمدہ وصف زبان کی حفاظت ہے یہی وجہ ہے دین اسلام نے زبان کی حفاظت پر بہت زیادہ زور دیا ہے بالخصوص بد کلامی فحش گوئی، گالم گلوچ اور جھوٹ کی بڑے سخت انداز سے مذمت فرمائی ہے۔ زبان بظاہر ایک چھوٹا سا عضو ہے اس کے درست استعمال سے دنیا و آخرت کی سعادت میسر آتی ہے اور اگر اس کا استعمال درست نا ہو تو یہی زبان اس کی دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو کامیابی کا عظیم ترین نسخہ بتایا فرمان نبوی ﷺ ہے:

"مَنْ صَمَتَ نَجَا" [3]

"جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا"

دشنام طرازی آداب حفظ اللسان کے منافی ہے اور ایک مؤمن کی نمایاں خوبی ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے وہ لعن طعن سے اپنی زبان کو داغدار نہیں کرتا اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ بھی اس بات کی شاہد ہے۔ جب میدان احد میں آپ ﷺ کو زخمی کیا گیا جس سے آپ ﷺ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، آپ ﷺ کے بدن مبارک سے خون بہ رہا تھا تو صحابہ کرام نے کفار کے خلاف دعا کرنے کی درخواست کی انہوں نے کہا

" يا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يَبْعَثْنِي طَعَّانًا وَلَا لَعَّانًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي دَاعِيَةً وَرَحْمَة، اللهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ " [4]

"اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ان کے خلاف دعا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے لعن طعن کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا اس نے مجھے داعی اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے بیشک یہ نہیں جانتے"

انسان مت یہ خیال کرے کہ میں جو کچھ بھی میں بولوں اس کا کوئی حساب نہیں جبکہ وہ جو کچھ بھی بولتا ہے اس کی گفتگو محفوظ کی جاتی ہے فرمان باری تعالیٰ ہے

" مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ"[5]

"(انسان) منہ سے کوئی لفظ نہیں نکال پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے"

انسان کی ہر بات محفوظ ہو رہی ہے اس لئے بولنے سے پہلے اس کو ضرور سوچنا چاہیے کہ میں کیا بول رہا ہوں۔ زبان کی حفاظت کرنے والے شخص کے لئے نبوت والی زبان سے جنت کی ضمانت ہے

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ"[6]

جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں (زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی

ضمانت دیتا ہوں"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے فتح الباری میں رقمطراز ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے دنیا میں انسان کی سب سے بڑی آزمائش دو چیزوں میں ہے

"وَقَالَ ابن بَطَّالٍ دَلَّ الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّ أَعْظَمَ الْبَلَاءِ عَلَى الْمَرْءِ فِي الدُّنْيَا لِسَانُهُ وَفَرْجُهُ فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهُمَا وُقِيَ أَعْظَمَ الشَّرِّ "[7]

اور ابن بطال نے کہا ہے کہ دنیا میں آدمی کی سب سے بڑی آزمائش اس کی شرمگاہ اوراس کی زبان کے حوالہ سے ہے جو شخص ان دونوں کے شر سے بچالیا گیاوہ بہت بڑے شر سے بچالیا گیا"

ان سبھی باتوں سے زبان کی حفاظت کی ضرورت واہمیت واضح ہو جاتی ہے کہ دین اسلام نے معاشرتی امن، دنیاوی واخروی کامیابی کی ضمانت زبان کی حفاظت کو قرار دیاہے اور دشنام طرازی کی بھرپور مذمت کی ہے،اس طرز عمل والا شخص معاشرے کے لئے فساد وبربادی کا سبب بنتا ہے۔ پرامن معاشرے کے لئے اس قسم کی برائیوں سے پاک ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ زیر نظر بحث میں دشنام طرازی کی مذمت قرآن وحدیث سے اوراس کے دینی نقصانات کو واضح کیا گیاہے۔

دشنام طرازی کا معنی ومفہوم:

دشنام طرازی فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے گالی گلوچ اور یہ لفظ دیگر معانی کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے برا بھلا کہنا، گالیاں دینا، تضحیک کرنا وغیرہ۔ عربی زبان میں اس کے لئے سب وشتم کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لغات الحدیث کے مطابق سب کا معنی کاٹنا، دبر پر مارنا، گالی دینا، غیبت کرنا اور زخمی کرنے کے ہیں اور اسی طرح شتم کا معنی گالی دینا، کوسنا، برا بھلا کہنا، اور شاتم اس شخص کو کہتے ہیں جو بدزبان اور دشنام طراز ہو۔[8] سید شریف جرجانی شتم کے مفہوم کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں

"الشتم: وصف الغير بما فيه نقص وازدراء." [9]

"کسی دوسرے کے نقص اور عیب کو بیان کرنا جو اس میں موجود ہے۔

دشنام طرازی کی مذمت قرآن کریم کی روشنی میں:

دشنام طرازی کرنا یہ فحش گوئی کے زمرے میں آتا ہے اور فواحش کو قرآن نے حرام قرار دیاہے چاہے وہ ظاہری ہو یا باطنی ہو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے

"قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ" [10]

"آپ فرمایئے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیاہے ان تمام فحش باتوں کو جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں"

فحاشی چاہے ظاہری ہو یا باطنی ہر قسم کی ممنوع ہے۔ گالی دینے والا اگر اس گالی کے معنی ومفہوم پر غور وفکر کرلے تو صاحب عقل شخص اتنی بھی جسارت نہ کرے کہ وہ اپنی زبان سے اس طرح کا کوئی مزید لفظ ادا کرے۔ قرآن حکیم کے دوسرے مقام پر معبودان باطلہ کو گالی دینے سے منع کیا گیاہے فرمان باری تعالیٰ ہے

"وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ" [11]

"اور مت گالی دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے"

اس آیت کے معنی ومفہوم پر غور وفکر کیا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے جو لوگ معبودان باطلہ کو پوجتے ہیں ان کے معبودوں کو گالی دینے سے

منع کیا گیا ہے چہ جائیکہ انسان ایک دوسرے کو گالی دیے اور توہین آمیز لہجہ اختیار کرے۔ مسلمان کی شان ہی یہ ہے کہ وہ اپنے کلام میں حسن پیدا کرتا ہے، برائی کو اچھائی کے ساتھ دور کرتا ہے اور لغو کاموں سے اعراض کرتا ہے۔ اگر کوئی اسے برا کہے تو نرمی و صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتا۔

دشنام طرازی کی مذمت احادیث کی روشنی میں:

متعدد احادیث ایسی ہیں جس میں دشنام طرازی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ مسلمان کی یہ خوبی ہے وہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ نبی ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ میں مومن کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الفَاحِشِ وَلَا البَذِيءِ"[12]

"مومن نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش گو اور نہ ہی زبان دراز ہوتا ہے"

بد کلامی کی وجہ سے اللہ رب العزت ناراض ہو جاتے ہیں اور اللہ رب العزت قیامت تک کے لئے اپنی ناراضی لکھ دیتے ہیں۔

فرمان نبوی ﷺ ہے

"وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الشَّرِّ، مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللَّهُ بِهَا عَلَيْهِ سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ"[13]

"اور بے شک آدمی کوئی بری بات کر دیتا ہے اور وہ اس کی اہمیت کو نہیں جانتا تو اس کی وجہ سے اللہ رب العزت روز قیامت تک کے لئے اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے"

دشنام طرازی کو آپ ﷺ پسند نہیں فرماتے تھے اگر کوئی ایسی بات سنتے تو کہنے والے کو تنبیہ کر دیتے جیسے کے ایک یہودی نے حضور ﷺ کو آپ ﷺ بد دعائیہ کلمہ کہا تو بدلے میں امی عائشہ نے اس یہودی کو جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

"مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالعُنْفَ وَالفُحْشَ" [14]

"اے عائشہ جلدی نہ کرو نرمی اختیار کرو، سختی اور بد گوئی سے بچو"

آپ ﷺ بد گوئی ناپسند فرماتے اگر کوئی اس طرح کا انداز اختیار کرتا تو فوراً منع فرمادیتے تھے۔ آپ ﷺ کی نصیحتوں میں سے یہ نصیحت بھی ہوتی کہ دشنام طرازی سے بچناہے۔ ابو جری جابر بن سلیم نے رسول ﷺ سے کہا مجھ سے کوئی وعدہ لیجئے تو آپ ﷺ نے یہ وعدہ لیا:

"لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا شَاةً" [15]

"کسی کو گالی ہر گز نہ دینا(ابو جری جابر) کہتے ہیں اس کے بعد نہ میں کسی آزاد کو گالی دی نہ کسی غلام کو اور نہ کسی اونٹ اور بکری کو"

صحابی رسول کا نبی اکرم ﷺ کی نصیحت پر کس قدر عمدہ انداز سے عمل کرنے کا اظہار کرنا، انسان تو دور کی بات وہ جانوروں کو بھی برا بھلا نہیں کہیں گے اور اس کے بعد انہوں اس پر عمل بھی کیا۔ ایک دوسری حدیث میں سخت انداز سے نبی ﷺ نے بد گوئی سے بچنے کی صحابہ کرام کو تلقین کی

"وَإِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ" [16]

"تم فحاشی اور فحش گوئی کرنے سے بچو کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالی فحاشی اور فحش گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے"

حضرت انس بن مالک نبی اکرم کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف جمیلہ تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں

" لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا، وَلاَ فَحَّاشًا، وَلاَ لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ المَعْتِبَةِ

مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ" [17]

"نبی اکرم ﷺ نہ گالم گلوچ کرنے والے تھے نہ فحش گوئی کرنے والے اور نہ لعنت کرنے والے، جب کسی سے ناراض ہوتے تو صرف اتنا فرماتے اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو"

نبی اکرم ﷺ کا یہ مثالی اخلاق ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی کو برا بھلا نہیں کہا نا کسی بڑے کو اور نا ہی کسی چھوٹے کو اور اس بات کی گواہی خادم رسول ﷺ جناب انس بن مالک نے بھی دی آپ کو یہ شرف حاصل ہے کی آپ نے نبی اکرم ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے بیان کرتے ہیں

"خَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَشْرَ سِنِينَ، لَا وَاللَّهِ مَا سَبَّنِي سَبَّةً قَطُّ، وَلَا قَالَ لِي: أُفٍّ قَطُّ، وَلَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَهُ، وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَفْعَلْهُ: أَلَّا فَعَلْتَهُ " [18]

"میں نے دس سال رسول ﷺ کی خدمت کی نبی ﷺ نے مجھے کبھی برا بھلا نہیں کہا، اور نہ کبھی اف تک کہا اور مجھ سے کبھی یہ نہیں فرمایا تم یہ کام کیوں کیا؟ یا یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا"

نبی اکرم ﷺ کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور آپ ﷺ کی سیرت پر چل کر کامیابی ممکن ہے۔ مذکورہ جملہ احادیث میں دشنام طرازی کی مذمت اس لئے بیان کی گئی ہے کہ یہ عمل انسان کی دنیاوی واخروی بربادی کا ذریعہ ہے، اس سے معاشرے میں نہ صرف بگاڑ آتا ہے بلکہ معاشرہ فسادات کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ عصر حاضر میں دشنام طرازی عام ہو چکی ہے اور اس کو گناہ نہیں سمجھا جاتا بات بات پر لوگ اس عمل کو دہراتے ہیں، ہر شخص کو اس کی مذمت سمجھ کر اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھنا چاہیے تاکہ معاشرے میں امن و امان قائم ہو سکے

دشنام طرازی کے دینی مضرات:

دشنام طرازی کے انسانی زندگی پر بہت سارے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کی سنگینی بہت ہی خطرناک ہے۔ دینی و دنیاوی، معاشرتی، عائلی زندگی ہر اعتبار سے انتہائی خطرناک نتائج ہیں۔ گویا کہ یہ ایک ایسا بدترین مرض ہے جو ایمان، عبادات، قرب الٰہی اور انسانی تعلقات کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ دشنام طرازی دین اسلام کے امن اور اسلامی تشخص کو مجروح کرتی ہے۔ ذیل میں دشنام طرازی کے دینی مضرات پر اہم نکات اور ان کی وضاحت کی جائے گی

1. اللہ رب العزت کی ناراضی:

دشنام طرازی کے دینی نقصانات میں سے بہت بڑا یہ نقصان ہے کہ ایسے شخص سے اللہ رب العزت ناراض ہو جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا ناراض ہونا اور نفرت کرنا یہ انسان کے لئے دونوں جہانوں میں ناکامی کی علامت ہے۔ حضرت ابوالدرداءاس حدیث کے راوی ہیں آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے

"وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الفَاحِشَ البَذِيءَ" [19]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے سے نفرت کرتا ہے"

شارح ترمذی مولانا عبدالرحمان مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِمَا يُكْرَهُ سَمَاعُهُ أَوْ مَنْ يُرْسِلُ لِسَانَهُ بِمَا لَا يَنْبَغِي" [20]

"وہ شخص ہے جو اپنی زبان سے ایسی گفتگو کرے جس کو سننا انسان پسند نا کرے اور وہ زبان سے ایسے الفاظ نکالے جو اس کے لائق نا ہوں"

بہودہ گفتگو کرنے والا شخص وہ اللہ رب العزت کی محبت و رضا سے محروم ہو جاتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے رویے کے جائزہ لینے کی ضرورت

ہے، کوشش کرے کے وہ حتی الامکان اپنی گفتگو کی اصلاح کرے۔

دشنام طرازی سے شریعت نے روکا ہے، کیونکہ اس عمل سے معاشرتی نفرتیں بڑھتی ہیں، بدگمانی پیدا ہوتی ہے، جذبات واحساسات کو ٹھیس پہنچتی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس چیز کو نا صرف ناپسند فرمایا بلکہ فوری طور پر اس عمل کا تدارک فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ نے حضور ﷺ کی کسی دوسری زوجہ کے حوالہ سے نامناسب الفاظ کہے جو آپ ﷺ کو ناگوار گزرے تو آپ ﷺ نے فوری طور پر اس عمل کی اصلاح کرتے ہوئے یہ بات بیان کی

"لقد قلتِ كلمةً لو مُزِجَت بماء البحرِ لمزجتْه" قالت: وحكيتُ له إنساناً، فقال: "ما أُحِبُّ أني حكيتُ إنساناً وإن لي كذا وكذا" 21

"تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو کڑوا ہو جائے وہ کہتی ہیں میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی کی نقل اتاری تو آپ ﷺ نے فرمایا میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے"

زبان کے نامناسب استعمال کو رسول اللہ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا اور اس کے اوپر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا

نیکیوں کا ضیاع:

دشنام طرازی کا ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن انسان کی دنیا میں کی ہوئی اعمال صالحہ کی شکل میں محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ جس شخص کے ساتھ بدکلامی کی ہو گی اس کو یا تو اپنی نیکیاں اس کو دینا پڑے گی اگر نیکیاں نہیں تو اس کے گناہوں کا بوجھ برداشت کرنا پڑے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے امت کے مفلس انسان کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا

"وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا" 22

"مفلس اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو گی"

بالآخر یہ مفلس شخص بالکل خالی ہاتھ رہ جائے گا اور اس کو گھسیٹ کر جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اس بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کس قدر یہ مذموم ترین عمل ہے اور اس کے اثرات کہاں تک مرتب ہوتے ہیں۔

علامت فسق:

دشنام طرازی ایسا عمل ہے جس کو فسق کے ساتھ متصف کیا گیا ہے۔ کتنا ہی یہ برا عمل ہے جو ایک مسلمان کو فاسق بنا دے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے

"سِبَابُ المُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ" 23

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے"

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"فَفِي الْحَدِيثِ تَعْظِيمُ حَقِّ الْمُسْلِمِ وَالْحُكْمُ عَلَى مَنْ سَبَّهُ بِغَيْرِ حَقٍّ بِالْفِسْقِ" 24

"پس اس حدیث میں مسلمان کے حق کی تعظیم بیان کی گئی ہے اور اس شخص پر جو کسی مسلمان کو بلاوجہ گالی دے فاسق ہونے حکم لگایا گیا ہے"

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فسق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"أى خروج عن الطاعة وواجب الشرع، وبه سمى الفاسق فاسقاً لخروجه عن ثقاف الإسلام وانسلاخه عن أعمال البر" 25

"یعنی (فسق کا مطلب) اطاعت اور شرعی واجب سے نکل جانا، اور فاسق کو فاسق اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ وہ اسلام کی اطاعت سے نکل جاتا ہے اور نیک لوگوں کے اعمال سے الگ ہو جاتا ہے"

اگر دیکھا جائے یہ حدیث مسلمانوں کے باہمی ادب، احترام مسلم کی اساس ہے، گویا کے دین اسلام میں زبان اور کردار دونوں کی حفاظت لازم وملزوم ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں ایمان کا مظہر ہیں

علامت نفاق:

دشنام طرازی یہ نفاق کی علامت ہے۔ آپ ﷺ نے جہاں منافق کی علامات کا ذکر کیا ہے وہاں پر اس بات کا بھی ذکر ہے

"وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" [26]

"اور جب وہ جھگڑا کرتا ہے تو گالی دیتا ہے"

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ شارح مشکوۃ المصابیح منافق کی اس علامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"والمراد هنا الشتم والرمی بالاشیآءالقبیحة والبهتان" [27]

"اور یہاں شتم سے مراد گالی دینا اور بری اشیاء سے متصف کرنا اور بہتان درازی کرنا"

گویا منافق شخص دشنام طرازی کی آڑ میں کس قدر توھین کا مرتکب ٹھرتا ہے، جبکہ دین اسلام نے جھگڑے کے وقت بھی عدل، صدق اور ضبط نفس کی تلقین کی ہے۔ اور منافق ان تمام حدود کو پیمال کر کے انسانیت کی تذلیل کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتا

فعل جاھلیت:

دشنام طرازی کرنا مسلمان کی شان نہیں ہے۔ یہ نادانوں کا کام ہے، یہ عمل انسان کے اندر جاھلیت کو فروغ دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے نبی ﷺ نے اس عمل کو اچھا نہیں جانا، اور کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اصلاح کرتے۔ معرور بن سوید بیان فرماتے ہیں

"لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، وَعَلَى غُلاَمِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ" [28]

"میں ربذہ میں ابوذر سے ملا، ان پر ایک حُلّہ تھا اور ان کے غلام پر بھی ایک حُلّہ تھا۔ میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا میری ایک آدمی کے ساتھ گالی گلوچ ہو گئی تو میں نے اسے اس کی ماں کی عار دلائی تو نبی ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابو ذر کیا تو نے اسے اس کی ماں کی عار دلائی؟ یقیناً تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ میں کچھ جاھلیت موجود ہے۔ تمہارے بھائی تمہارے غلام ہیں، اللہ نے انہیں تمہارے ہاتھوں کے تحت کر دیا ہے۔ تو وہ شخص جس کا بھائی اس کے ہاتھوں کے تحت ہو تو وہ اسے اس میں کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے اس میں سے پہنائے جو خود پہنتا ہے اور انہیں اس کام کی تکلیف نہ دو جو ان سے نا ہو سکے اور اگر انہیں تکلیف دو تو ان کی مدد کرو"

اس حدیث سے یہ بات اخذ کی جا سکتی ہے کہ دشنام طرازی کرنا کتنا سنگین عمل ہے اور کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ جاھلیت کی ایک خصلت ہے

فرشتوں کی نصرت سے محرومی:

دشنام طرازی ایسا عمل ہے کہ اس سے انسان رب ذوالجلال کے فرشتوں کی نصرت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے

حدیث میں ایک واقعہ موجود ہے کہ جس میں ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق کو برا بھلا کہا بار بار اس نے اس عمل کو دہرایا پھر بدلے میں جناب صدیق اکبر نے بھی بدلے میں برا بھلا کہا تو نبی اکرم ﷺ اس مجلس کو چھوڑ کر چلے گئے تو صدیق اکبر نے واپس جانے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا

" نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ"[29]

"آسمان سے ایک فرشتہ اترا تھا جو اس آدمی کو اس کے کہے پر جھٹلا رہا تھا جب تم نے اس سے بدلہ لے لیا تو شیطان آ گیا اور جب شیطان آ گیا تو میں نہیں بیٹھ سکتا"

اس حدیث سے یہ بات اخذ کی جا سکتی ہے کہ انسان کو ممکن حد تک دشنام طرازی سے بچنا چاہیے، یہاں تک کے جھگڑے کی صورت میں بھی اس عمل سے بچے اگر بدلے میں بد کلامی کا تبادلہ ہو گا تو انسان فرشتوں کی مدد سے محروم ہو جائے گا اور اس مجلس میں شیطان کا عمل دخل بڑھ جاتا ہے

دشنام طرازی کا لوٹ کر آنا:

دشنام طرازی کرنے والا شخص اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے، اس کا اپنی زبان پر کنٹرول کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ دشنام طرازی کرنے والے شخص کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ میں جو کچھ بول رہا ہوں یہی بات پلٹ کر واپس میری طرف ہی لوٹتی ہے۔ جناب عبد اللہ بن عمرو بن العاص بیان فرماتے ہیں

"مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ" [30]

"آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ (صحابہ) کہنے لگے: اے اللہ کے رسول کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟ فرمایا ہاں! انسان کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ جب یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے"

یہ امر باعثِ عار ہے کہ کوئی شخص اپنے ہی والدین کو دشنام طرازی کرنے کا سبب بنے، اس لئے اس کی سنگینی کو سمجھنا بہت ہی ضروری ہے۔ لڑائی جھگڑوں میں یہ بات بہت معمولی سمجھی جاتی ہے لیکن شریعت کی نظر میں یہ بڑے گناہوں میں سے یہ بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ ایک شخص نے ہوا پر لعنت کی جس پر نبی ﷺ نے یہ بات بیان فرمائی

"لَا تَلْعَنِ الرِّيحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ" [31]

"ہوا پر لعنت نہ بھیجو اس لئے کہ وہ تو (اللہ کے) حکم کی پابند ہے اور جس شخص نے کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجی جو لعنت کی مستحق نہیں ہے تو لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے"

دشنام طرازی یہ کبیرہ گناہ ہے اس کا مرتکب خود ہی اپنے آپ کو اس فعل کو اپنی طرف لوٹانے کا سبب بنتا ہے۔ اسی لئے دین اسلام ہمیں اپنی زبان کی حفاظت اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

خلاصہ بحث:

دین اسلام نے نسل انسانی کے لئے کچھ ایسے قوانین مرتب کئے ہیں کہ جس سے نسل انسانی کی حفاظت مقصود ہے اگر اس کی حفاظت میں کوئی چیز مانع ہو تو شرع بالکل اس کام کی اجازت نہیں دیتی۔ حفظ العرض (عزت کی حفاظت) یہ شرع کا اہم ترین مقصد ہے دشنام طرازی ایسا عمل

ہے جس سے عزت کی پیمالی ہوتی ہے، اس میں انسانیت کی توھین ہے، انسانی وقار مجروح ہوتا ہے۔ ادب انسانی کا تقاضا ہے اس ممنوع کام سے بچا جائے۔ دشنام طرازی جہاں جہاں دینی اعتبار سے انسانی زندگی پر اثرات مرتب کرتی ہے وہاں وہاں اس عمل سے اجتماعیت کا شیرازہ بھی بکھرتا ہے۔ فتنہ فساد برپا ہوتا ہے، اشتعال انگیزی پیدا ہوتی ہے، خاندانی نظام درھم برھم ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ فریقین قتل و غارت تک پہنچ جاتے ہیں۔ مسلمان کی شخصیت ایسی ہونی چاہیے وہ اپنے ہاتھ اور زبان سے اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نا پہنچائے۔ لہٰذا اپنے دین اور معاشرے کو بچانے کے لئے ضروری امر ہے کہ دشنام طرازی سے بچا جائے اور دین و معاشرے کو محفوظ بنایا جائے۔

@ 2024 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

[1] آل عمران:164:3

[2] البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، السنن الكبرى، كِتَابُ الشَّهَادَاتِ، بَابُ: بَيَانُ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَمَعَالِيهَا الَّتِي مَنْ كَانَ مُتَخَلِّقًا بِهَا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْمُرُوءَةِ الَّتِي هِيَ شَرْطٌ فِي قَبُولِ الشَّهَادَةِ عَلَى طَرِيقِ الِاخْتِصَارِ، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الثالثة، 1424ه - 2003 م، ح20782 وج10، ص323

[3] البغوي، محيي السنة أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء، شرح السنة، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت، الطبعة: الثانية، 1403ه - 1983م، ح4129، ج14، ص318

[4] البيهقي أبو بكر، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، شعب الإيمان، كتاب حب النبى ﷺ، فَصْلٌ فِي حَدَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمَّتِهِ وَرَأْفَتِهِ بِهِمْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ}، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة: الأولى، 1423ه - 2003 م، ح1375، ج3، ص45

[5] ق:18:50

[6] البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ه، ح6474، ج8، ص100

[7] العسقلاني أبو الفضل، أحمد بن علي بن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، دار المعرفة - بيروت، 1379، ج11، ص309

[8] فیروزاللغات اردو، فیروز سنز لاہور، پاکستان، طبع اول 2007ء، ص367؛ وحید الزمان، لغات الحدیث، نعمانی کتب خانہ لاہور، ج2، ص249؛ کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور۔ کراچی، پاکستان، طبع اول، 2001ء، ص841۔

[9] الجرجاني، علي بن محمد بن علي الزين الشريف، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى 1403ه - 1983م، ص125

[10] الاعراف:33:7

[11] الانعام:108:6

[12] الترمذي، ابو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاک، سنن الترمذي، ابواب البر والصلة، باب ما جآء فی اللعنة، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، 1395ه - 1975 م، ح1977، ج4، ص350

[13] شرح السنة، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ح4125، ج14، ص315

[14] صحيح البخاري، كتاب الادب، باب لم يكن النبى ﷺ فاحشا ولا متفحشا، ح6030، ج8، ص12

[15] السِّجِسْتاني، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي، سنن أبي داود، كتاب الباس، باب ما جآء اسبال الازار، المكتبة العصرية، صيدا – بيروت، ح4084، ج4، ص56

[16] حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، مؤسسة الرسالة، بيروت۔ لبنان، الطبعة: الأولى، 1421ھ۔ 2001 م، ح6792، ج11، ص398

[17] صحيح البخاري، كتاب الادب، باب لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، ح6046، ج8، ص15

[18] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، ح13034، ج20، ص334

[19] سنن الترمذي، ابواب البر والصلة، بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الخُلُقِ، ح2002، ج4، ص362

[20] مبارک پوری، ابو العلاء محمد بن عبد الرحمان بن عبد الرحیم، تحفة الاحوذی، دار الکتب العلمیة بیروت۔ لبنان، ج6، ص118

[21] سنن أبي داود، كتاب الادب، باب فی الغیبة، ح4875، ج4، ص269

[22] القشیری، أبو الحسن مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، دار إحياء التراث العربي، بيروت۔ لبنان، ح2581، ج4، ص1997

[23] صحیح البخاري، کتاب الایمان، باب خوف المؤمن ان یحبط عملہ وھولایشعر، ح48، ج1، ص19

[24] فتح الباري، ج1، ص112

[25] قاضی، عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبي، إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، مصر، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ- 1998م، ج1، ص322

[26] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، ح34، ج1، ص16

[27] الطیبی، شرف الدین حسین بن محمد بن عبد اللہ، شرح الطیبی مشکوۃ المصابیح، دار القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی۔ پاکستان، طبع اول، 1413ھ، ج1، ص192

[28] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المعاصی من امر الجاھلیۃ ولا یکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ» وَقَوْلِ اللہِ تَعَالَى: اِنَّ اللہَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ، ح30، ج1، ص15

[29] سنن أبي داود، کتاب الادب، باب فی الانتصار، ح4896، ج4، ص274

[30] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر واکبرھا، ح146 ج1، ص92

[31] سنن الترمذي، ابواب البر والصلۃ، باب فی اللعنۃ، ح1978، ج4، ص350